سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۴۶

حسن عسکریؑ

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی

مجتہد العصر لکھنو

قیمت ۲ر آنے

امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

کا اڑتالیسواں رسالہ "حسن عسکریؑ" آپکے زیر نظر ہے جو امامیہ مشن لکھنؤ سے زیر نمبر ۱۰۹ شائع ہوکر متحدہ ہندوستان میں شہرت حاصل کرچکا ہے۔ جنابؑ کو عسکری کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ظالم متوکل نے مادی دبدبہ کا رعب جمانے کیلئے فوج کو حکم دیا کہ فوج کا ہر سوار گھوڑے کے توبرے میں مٹی بھر کر ایک جگہ ڈال جائے۔ مالیا کرنے میں بہت بڑا ٹیلہ مٹی کا ہو گیا تو متوکل نے ازراہ کبر و غرور عرض کیا کہ دیکھا جناب نے ہمارے پاس کتنی فوج ہے۔ امامؑ نے فرمایا بس تمہارے پاس اسی قدر فوج ہے؟ اچھا اب دائیں طرف ہماری فوج دیکھو۔ جب اس نے نظر اٹھائی تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ حدِ نگاہ تک درانتِ صحرا کی طرح آتشیں گرزیں اٹھائے ہوئے ہیبتناک سپاہی نظر آئے جو کہ حکم امامؑ کے منتظر تھے۔ دیکھ کر خون خشک ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا اب بائیں جانب نظر کر۔ یہی نظارہ ادھر دیکھا۔ قدموں پر گر پڑا۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہم روحانی حکومت کے مالک ہیں اور تمہاری مادی حیثیت ہمارے سامنے پرِ پشہ سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ جبھی سے آپؑ کو عسکری یعنی صاحبِ فوجِ درخشندگان کہا جانے لگا۔

مشن کی طرف سے چہاردہ معصومینؑ کی سوانح حیات شائع کرنیکا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے زیر نظر مفید کتابچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس میں سرکار سید العلماء مدظلہٗ نے اپنے مخصوص طرزِ نگارش سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی مقدس سوانح حیات کو مختصر مگر نہایت پرفیع قلمبند فرمایا ہے جس کے لیے قوم انکی ممنونِ احسان ہے۔ افرادِ ملت کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس قلیل القیمت مگر کثیر المنافع رسالہ کی توسیع اشاعت میں امکان بھر کوشش فرمائیں۔ ناواقف حضرات تک پہنچانے کیلئے مجالس و محافل میں بطور تبرک تقسیم کریں۔ مشن کی طرف سے بوقتِ ضرورت سو رسائل دو روپے ایک یا ایک ہزار کی خریداری پر پچیس فیصد رعایت دی جاتی ہے۔ امید ہے کہ ہماری گزارش قبول کی جائیگی اور آپ اپنے ماحول میں مفت تقسیم کا اہتمام فرماکر کارکنانِ مشن کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اس طرح بنی نوعِ انسان کی خدمت کا مقدس فریضہ بھی ادا ہو سکیگا جو یقیناً خوشنودیٔ خدا کا باعث ہوگا۔

(جنرل سیکرٹری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین
لہ الطاہرین ۰

"اسلام" خیالی عقائد کا مجموعہ نہیں تھا۔ وہ اس دنیا کے جیتے جاگتے
لوں کے لئے اسی حیات کی کشمکش میں عمل کا صحیح راستہ دکھانے کے
آیا تھا، وہ راستہ جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے
دہ تیز ہے اس اعتبار سے کہ وہی طریق کار جو ایک حال میں درست ہے
دوسری مختلف صورت حال میں وہی نادرست ہو جاتا ہے۔ اس لئے
ت تھی کہ زندگی کے ہر امکانی انقلاب میں صحیح عمل کے نمونے پیش ہو جائیں
ر ان ہی انقلابات میں انسانی کردار کے دو راہے آتے ہیں اور ہر موڑ
اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ راستہ صحت کی طرف جا رہا ہے یا غلطی کی طرف۔ یہ
نہ صرف زبانی تعلیم سے پورا ہو سکتا تھا اور نہ کسی ایک رہنما کی سیرت
سے۔ وہ کتنا ہی بلند کردار کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس کی بیس یا تیس سالہ
کتنے ہی مختلف دوروں سے گزری ہو مگر وہ نوعِ انسانی میں پیش
نے والے تمام انقلابات پر حاوی کسی طرح نہیں ہو سکتی۔
اس مقصد کی تکمیل کے لئے قدرت نے آلِ محمدؐ کے سلسلے کے یکے بعد
بارہ اماموں کو پیدا کیا تھا جن کا مجموعی دور اس عالم میں چشم مشاہدہ
نے ڈھائی سو برس تک رہا۔ ان ڈھائی سو برس میں تیز و تند ہوائیں بھی

چلیں، سخت سے سخت طوفان بھی آئے اور انتہائی شدید زلزلے بھی۔ تمدن، سیاست، ماحول اور حالات نے طرح طرح کی کروٹیں بدلیں، رنگ رنگ کے تغیرات ہوئے۔ ان میں سے ہر منزل میں آلِ محمدؐ میں سے ایک معصوم ذات نے خلقِ خدا کے سامنے اپنا اسوۂ حسنہ پیش کیا اور صحیح راستہ نگاہ کے سامنے نمایاں کر دیا۔

یاد رہے کہ تاریخ کی مختلف صدیاں اپنے انقلابات میں تقریباً یکساں ہی نمونے پیش کیا کرتی ہیں، وہی چند اوراق ہیں جو شکلیں بدل بدل کر آنکھوں کے سامنے آتے ہیں مگر روحِ حقیقت ان کی یکساں ہوتی ہے۔

ذرا سی دانائی و بینائی اور ذرا سے گوش و ہوش کی ضرورت ہے۔ پھر حالات اور ان کے تقاضوں کی یکسانی کا اندازہ کرنا زیادہ دشوار نہیں ہے۔

آلِ محمدؐ نے ڈھائی سو برس کے اندر مختلف انقلابات میں اپنے عمل کے جو نقوش چھوڑ دیئے ہیں ان کے بعد دنیا کا کوئی ماحول، کوئی انقلاب یا کوئی ہنگام ایسا نہیں ہے جس میں انسان اپنے فریضہ کی تعیین میں روشنی محسوس نہ کرے۔ شرط یہ ہے کہ ان کی سیرت کے نقوش آنکھوں کے سامنے آتے رہیں۔ یہی سب سے بڑی ضرورت ہے جس کے لئے آلِ محمد علیہم السّلام کے حالاتِ زندگی کا یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر رسالہ اس سلسلۂ عصمت کی گیارھویں کڑی حضرت امام حسن عسکریؑ کے حالات سے متعلق ہے۔

تائیدِ الٰہی شاملِ حال رہی تو عنقریب اس سلسلہ کا آخری رسالہ بھی

ناظرین کے سامنے آجائے گا۔

نام ونسب ابو محمد کنیت حسنؑ نام اور سامرے کے محلہ عسکر میں قیام کی وجہ سے عسکری مشہور لقب ہے۔ والد بزرگوار حضرت امام علی نقیؑ اور والدہ سلیل خاتون تھیں جو عبادت، ریاضت، عفت اور سخاوت کے صفات میں اپنے طبقے کے لئے مثال کی حیثیت رکھتی تھیں۔

ولادت۔ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔

نشوونما اور تربیت بچپن کے گیارہ سال تقریباً اپنے والد بزرگوار کے ساتھ وطن میں رہے، جس کے لئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ زمانہ اطمینان سے گزرا۔ اس کے بعد امام علی نقیؑ کو سفر عراق درپیش ہوگیا اور تمام متعلقین کے ساتھ ساتھ امام حسن عسکریؑ اسی کم سنی کے عالم میں سفر کی زحمتوں کو اٹھا کر سامرے پہنچے۔ یہاں کبھی قید کبھی نظر بندی اور کبھی کسی حد تک آزادی۔ مختلف دور سے گزرنا پڑا۔ مگر ہر حال میں آپ اپنے بزرگ مرتبہ باپ کے ساتھ ہی ساتھ رہے۔ اس طرح باطنی اور ظاہری طور پر ہر حیثیت سے آپ کو اپنے والد بزرگوار کی تربیت وتعلیم سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکا، جبکہ اس کے ساتھ وہ تعلیم ربانی جو حقیقت میں ان بلند مرتبہ ہستیوں کے لئے بلند فطرت کی پوشیدہ طاقتوں کے توسط سے ان کے کمالِ ذات وصفات کی ضامن ہے، ان کے لئے اسی طرح موجود تھی جس طرح ان کے والد بزرگوار حضرت امام علی نقیؑ اور اس کے پہلے ان کے والد حضرت

امام محمد تقیؑ کے لیے اس کا غیر معمولی نتیجہ (باوجود ظاہری طور پر غوش تعلیم و تربیت
سے بچپن ہی میں جدا ہو جانے کے) دوست و دشمن کی نگاہوں کے سامنے آچکا

زمانۂ امامت

۲۵۴ھ میں آپ کی عمر بائیس برس کی تھی جب آپ
کے والد بزرگوار حضرت امام علی نقیؑ کی وفات ہوئی

حضرتؑ نے اپنی وفات سے چار مہینہ قبل آپؑ کے متعلق اپنے وصی و جانشین ہونے
کا اظہار فرما کر اپنے اصحاب کی گواہیاں لے لی تھیں۔ اب امامت کی ذمہ داریاں امام
حسن عسکریؑ کے متعلق ہوئیں۔ جنہیں آپ باوجود انتہائی شدید مشکلات اور سخت
ترین ماحول کے ادا فرماتے رہے۔

سلاطین وقت اور اُن کا رویہ

جیسا کہ اس کے پہلے ضمناً بیان
امام حسن عسکریؑ کی یہ خصوصیت ہے
کہ آپ ان تمام تکالیف اور مصائب میں بھی شریک رہے جو آپ کے والد
بزرگوار کو حراست اور نظر بندی کے ذیل میں متعدد بار برداشت کرنا پڑے
اس کے بعد جب آپؑ کا دور امامت شروع ہوا ہے تو سلطنت بنی عباس
کے تخت پر معتز باللہ عباسی کا قیام تھا۔ معتز کی معزولی کے بعد مہتدی کی سلطنت
ہوئی۔ گیارہ مہینے چند روز حکومت کرنے کے بعد اس کا خاتمہ ہوا اور معتمد کی حکومت
قائم ہوئی۔ ان میں سے کوئی ایک بھی بادشاہ ایسا نہ تھا جس کے زمانہ میں امام
حسن عسکریؑ کو آرام و سکون ملتا، باوجودیکہ اس وقت سلطنت بنی عباس
بڑی سخت الجھنوں اور پیچیدگیوں میں گرفتار تھی مگر ان تمام سیاسی مسائل اور
مشکلات کے ساتھ ہر حکومت نے امام حسن عسکریؑ کو قید و بند میں رکھ

سب سے زیادہ ضروری سمجھا۔ اس کا خاص سبب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث تھی کہ میرے بعد بارہ جانشین ہوں گے اور ان میں سے آخری مہدیٔ آخر الزماں اور قائم آلِ محمدؐ ہوگا۔ یہ حدیث برابر متواتر طریقہ سے عالمِ اسلام میں گردش کرتی رہی تھی۔

خلفائے بنی عباس خوب جانتے تھے کہ سلسلہ آلِ محمدؐ کے وہ افراد جو رسولؐ کی صحیح جانشینی کے مصداق ہو سکتے ہیں، وہ یہی افراد ہیں جن میں سے گیارھویں ہستی امام حسن عسکریؑ کی ہے۔ اس لئے ان ہی کا فرزند وہ ہو سکتا ہے جس کے بارے میں رسولؐ کی پیشین گوئی صحیح قرار پا سکے لہٰذا کوشش یہ تھی کہ ان کی زندگی کا دنیا سے خاتمہ ہو جائے۔ اس طرح کہ ان کا کوئی جانشین دنیا میں موجود نہ ہو۔ یہی سبب تھا کہ امام حسن عسکریؑ کے لئے اس نظر بندی پر اکتفا نہیں کی گئی جو امام علی نقیؑ کے لئے ضروری سمجھی گئی تھی بلکہ آپ کے لئے اپنے گھر بار سے الگ قید تنہائی کو ضروری سمجھا گیا۔ یہ اور بات ہے کہ قدرتی انتظام کے ماتحت درمیان میں انقلاباتِ سلطنت کے وقفے آپ کی قید مسلسل کے بیچ میں فوری رہائی کے سامان پیدا کر دیا کرتے تھے مگر پھر بھی جو بادشاہ تختِ سلطنت پر بیٹھتا تھا وہ اپنے پیش رو کے نظریہ کے مطابق آپ کو دوبارہ مقید کرنے پر تیار ہو جاتا تھا۔ اس طرح آپ کی مختصر زندگی جو دورِ امامت کے بعد تھی اس کا بیشتر حصہ قید و بندہی میں گزرا۔

اس قید کی سختی معتمد کے زمانے میں بہت بڑھ گئی تھی۔ اگرچہ وہ شغل

دیگر ظالم سلاطین کے آپ کے مرتبہ اور حقّانیت سے خوب واقف
تھا، چنانچہ جب قحط کے موقع پر ایک عیسائی راہب کے دعوے کے
ساتھ پانی برسانے کی وجہ سے مسلمانوں میں ارتداد کا فتنہ برپا ہوا اور لوگ
عیسائیت کی طرف دوڑنے لگے تو مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے
وہ امام حسن عسکریؑ ہی تھے جو قیدخانہ سے باہر لائے گئے۔ آپ
نے مسلمانوں کے شکوک کو دور کر کے انھیں اسلام کے جادہ پر قائم رکھا
اس واقعہ کا اتنا اثر بھی ہوا کہ اب معتمد کو آپ کے پھر اسی قیدخانہ میں واپس
کرنے میں خجالت دامن گیر ہوئی۔ اس لیے آپ کی قید کو آپ کے گھر میں
نظربندی کے ساتھ تبدیل کر دیا گیا، مگر آزادی پھر بھی نصیب نہ ہو سکی۔

سفراء کا تقرر

آئمہ اہل بیتؑ جس حال میں بھی ہوں ہمیشہ کسی نہ کسی صورت سے امامت کے فرائض کو انجام دیتے رہتے
تھے۔ امام حسن عسکریؑ پر اتنی شدید پابندیاں عائد تھیں کہ علوم اہلبیتؑ
کے طلبگاروں اور شریعت جعفری کے مسائل دریافت کرنے والوں کا آپ
تک پہنچنا کسی صورت سے ممکن نہ تھا۔ اس میں حضرتؑ نے اپنے زمانہ
میں یہ انتظام کیا کہ ایسے افراد جو امانت و دیانت نیز علمی و فقہی بصیرت
کے اس درجہ حامل تھے کہ امامؑ کے محلِ اعتماد ہو سکیں انھیں اپنی جانب
سے آپ نے نائب مقرر کر دیا تھا۔ یہ حضرات جہاں تک کہ خود اپنی
واقفیت کے حدود میں دیکھتے تھے اس حد تک مسائل خود ہی بتا
دیتے تھے اور وہ اہم مسائل جو ان کی دسترس سے باہر ہوتے

انھیں اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے اور کسی مناسب موقع پر امامؑ کی خدمت میں رسائی حاصل کرکے ان کو حل کرا لیتے تھے۔ کیونکہ ایک شخص کا کبھی کبھی امامؑ سے ملاقات کو آ جانا حکومت کے لئے اتنا ناقابلِ برداشت نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ عوام کی جماعتوں کا مختلف اوقات میں حضرتؑ تک پہنچنا۔

ان ہی سفراء کے ذریعہ سے ایک اور اہم خدمت بھی انجام پاتی تھی وہ یہ کہ خمس جو حکومتِ الٰہیہ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس نظامِ حکومت کو تسلیم کرنے والے ہمیشہ ائمہ معصومینؑ کی خدمت میں پہنچاتے رہے اور ان بزرگوں کی نگرانی میں وہ ہمیشہ دینی امور کے انصرام اور سادات کی تنظیم و پرورش میں صرف ہوتا رہا۔ اب وہ رازدارانہ طریقہ پر ان ہی نائبوں کے پاس آتا تھا اور یہ امام علیہ السلام سے ہدایات حاصل کرکے انھیں ضروری مصارف میں صرف کرتے تھے یہ افراد اس حیثیت سے بڑے سخت امتحان کی منزل میں تھے کہ ان کو ہر وقت سلطنتِ وقت کے جاسوسوں کی سراغ رسانی کا اندیشہ رہتا تھا۔ اسی لیے عثمان بن سعید اور ان کے بیٹے ابو جعفر محمد بن عثمان نے جو امام حسن عسکریؑ کے ممتاز نائب تھے اور عین دار السلطنت بغداد میں مقیم تھے اپنے پاس متعلقہ افراد کی آمد و رفت کو حق بجانب قرار دینے کے لیے ایک بڑی دکان روغنیات کی کھول لی تھی۔ اس طرح حکومتِ جور کے شدید شکنجۂ ظلم کے اندر بھی حکومتِ الٰہیہ کا آئینی

نظام چل رہا تھا اور حکومت کا کچھ بس نہ چلتا تھا۔

اخلاق واوصاف

حضور کی ذات الٰہی سلسلۂ عصمت کی ایک کڑی تھی جس کا ہر حلقہ انسانی کمالات کے جواہر سے مرصع تھا۔

علم و حلم، عفو و کرم، سخاوت و ایثار سب ہی اوصاف بےمثال تھے عبادت کا یہ عالم تھا کہ اس زمانہ میں بھی کہ جب آپ سخت قید میں تھے معتمد نے جس سے بھی آپؑ کے متعلق دریافت کیا یہی معلوم ہوا کہ آپ دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور سوائے ذکر الٰہی کے کسی سے کوئی کلام نہیں فرماتے۔ اگرچہ آپ کو اپنے گھر پر آزادی کی سانسیں لینے کا موقع بہت ہی کم ملا۔ پھر بھی جتنے عرصہ تک قیام رہا دور دراز سے لوگ آپ کے فیض و عطا کے تذکرے سن کر آتے تھے اور بامراد واپس جاتے تھے۔ آپ کے اخلاق و اوصاف کی عظمت کا عوام و خواص سب ہی کے دلوں پر سکہ قائم تھا چنانچہ جب احمد بن عبداللہ بن خاقان کے سامنے جو خلیفۂ عباسی کی طرف سے شہر قم کے اوقاف و صدقات کے شعبہ کا افسر اعلیٰ تھا، سادات علوی کا تذکرہ آ گیا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے کوئی سید حسن عسکریؑ سے زیادہ بلند مرتبہ اور علم و ورع، زہد و عبادت، وقار و ہیبت، حیا و عفت، شرف و عزت اور قدر و منزلت میں ممتاز اور نمایاں نہیں معلوم ہوا۔ اس وقت جب امام علی نقیؑ کا انتقال ہوا اور لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول تھے تو بعض

گھر کے ملازمین نے اثاث البیت وغیرہ میں سے کچھ چیزیں غائب کر دیں اور انھیں خبر نہ تھی کہ امام کو اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ جب تجہیز و تکفین وغیرہ سے فراغت ہوئی تو آپؑ نے ان نوکروں کو بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ پوچھتا ہوں اگر تم مجھ سے سچ سچ بیان کر دو گے تو میں تمھیں معاف کر دوں گا اور سزا نہ دوں گا۔ لیکن اگر غلط بیانی سے کام لیا تو پھر میں تمھارے پاس سے سب چیزیں برآمد بھی کرا لوں گا اور سزا بھی دونگا۔ اس کے بعد آپؑ نے ہر ایک سے ان اشیاء کے متعلق جو اس کے پاس تھیں دریافت کیا اور جب انھوں نے سچ سچ بیان کر دیا تو ان تمام چیزوں کو ان سے واپس لے کر آپ نے ان کو کسی قسم کی سزا نہ دی اور معاف فرما دیا۔

علمی مرکزیت

باوجودیکہ آپ کی عمر بہت مختصر ہوئی یعنی صرف اٹھائیس برس مگر اس محدود اور مشکلات سے بھری ہوئی زندگی میں بھی آپ کے علمی فیوض کے دریا نے بڑے بڑے بلند پایہ علماء کو سیراب ہونے کا موقع دیا۔ نیز اس زمانہ کے فلاسفہ جو دہریت اور الحاد کی تبلیغ کر رہے تھے ان کا مقابلہ فرمایا۔ جن میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ان میں ایک اسحٰق کندی کا واقعہ ہے کہ یہ شخص قرآن مجید کے آیات کے باہمی تناقض کے متعلق ایک کتاب لکھ رہا تھا۔ یہ خبر امام حسن عسکریؑ کو پہنچی اور آپ موقع کے منتظر ہو گئے۔ اتفاق سے ایک روز ابو اسحٰق کے کچھ شاگرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا

کہ تم میں کوئی اتنا سمجھ دار آدمی نہیں ہے جو اپنے استاد کندی کو اس فضول مشغلے سے روکے جو انھوں نے قرآن کے بارے میں شروع کر رکھا ہے، ان طلّاب نے کہا حضور ہم تو ان کے شاگرد ہیں ہم بھلا ان پر کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا اتنا تو تم کر سکتے ہو کہ جو کچھ باتیں ہیں تمھیں بتاؤں وہ تم ان کے سامنے پیش کر دو۔ طلّاب نے کہا، جی ہاں اتنا ہم کر سکتے ہیں حضرتؑ نے کچھ آیتیں قرآن کی جن کے متعلق باہمی اختلاف کا توہّم ہو رہا تھا پیش فرما کر ان سے کہا کہ تم اپنے استاد سے اتنا پوچھو کہ کیا ان الفاظ کے بس یہی معنی ہیں جن کے لحاظ سے وہ تناقض ثابت کر رہے ہیں اور اگر کلامِ عرب کے شواہد سے دوسرے متعارف معنی نکل آئیں جن کے بنا پر الفاظ قرآن میں باہم کوئی اختلاف نہ رہے تو پھر انھیں کیا حق ہے کہ وہ اپنے ذہنی خود ساختہ معنی کو متکلم قرآنی کی طرف منسوب کر کے تناقض و اختلاف کی عمارت کھڑی کریں۔ اس ذیل میں آپ نے کچھ شواہد کلامِ عرب کے بھی ان طلّاب کے ذہن نشین کرائے۔ ذہین طلّاب نے وہ پوری بحث اور شواہد کے حوالے محفوظ کر لیئے اور اپنے استاد کے پاس جا کر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد یہ سوالات پیش کر دیئے۔ آدمی بہر حال وہ منصف مزاج تھا اس نے طلّاب کی زبانی وہ سب کچھ سنا اور کہا کہ یہ باتیں تمھاری قابلیت سے بالاتر ہیں۔ سچ سچ بتانا کہ یہ سب تمھیں معلوم کہاں سے ہوا۔ پہلے تو ان طالب علموں نے چھپانا چاہا اور کہا

کہ یہ چیزیں خود ہمارے ذہن میں آئی ہیں، مگر جب انھوں نے سختی کے ساتھ انکار کیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا تو انھوں نے بتا دیا کہ ہمیں ابو محمد حسن عسکریؑ نے یہ باتیں بتائی ہیں۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ سوائے اس گھرانے کے اور کہیں سے یہ معلومات حاصل ہی نہیں ہو سکتے تھے، پھر اس نے آگ منگوائی اور جو کچھ لکھا تھا وہ نذرِ آتش کر دیا۔ ایسے کتنے ہی علمی اور دینی خدمات تھے جو خاموشی کے ساتھ اپنا فرض سمجھ کر انجام پا رہے تھے اور حکومتِ وقت جو محافظتِ اسلام کی دعویدار تھی اپنے عیش و طرب کے نشے میں مدہوش تھی یا پھر چونکتی بھی تھی تو ایسے مخلص حامی اسلام کی طرف سے اپنی سلطنت کے لیے خطرہ محسوس کر کے ان پر کچھ پابندیاں بڑھا دیئے جانے کے احکام نافذ کرتی تھی مگر اس کو وہ گراں کے صبر و استقلال میں فرق نہ آتا تھا۔

جوامع حدیث میں محدثین اسلام نے آپ کی سند سے احادیث نقل کیے ہیں۔ ان میں سے ایک خاص حدیث شراب خواری کے متعلق ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "شَارِبُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ اُلْوَثَنِ" شراب پینے والا مثل بت پرست کے ہے۔"

اس کو ابن الجوزی نے اپنی کتاب "تحریم الخمر" میں سند متصل کے ساتھ درج کیا ہے۔ اور ابو نعیم فضل بن وکیں نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ثابت ہے جس کی اہلبیتؑ طاہرین نے روایت کی ہے اور صحابہ میں سے ایک گروہ نے اس کی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے جیسے ابن عباس ابوہریرہ، انس، عبداللہ بن اوفی اسلمی اور دوسرے حضرات۔

سمعانی نے کتاب الانساب میں لکھا ہے کہ" ابو محمد احمد بن ابراہیم بن ہاشم طوسی بلاذری حافظ واعظ نے مکہ معظمہ میں امام اہلبیتؑ ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی الرضاؑ سے احادیث سن کر قلمبند کئے"۔

ان کے علاوہ حضرتؑ کے تلامذہ میں سے چند باوقار ہستیوں کے نام درج ذیل ہیں جن میں سے بعض نے حضرتؑ کے علمی افادات کو جمع کرکے کچھ کتابیں بھی تصنیف کیں۔ (۱) ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری اسن رسیدہ عالم تھے انہوں نے امام رضاؑ سے امام حسن عسکری تک چار اماموں کی زیارت کی ان بزرگواروں سے فیوض بھی حاصل کئے اور امام علیہ السلام کی طرف سے نیابت کے درجہ پر فائز تھے (۲) داؤد بن ابی زید نیشاپوری امام علی نقیؑ کے بعد امام حسن عسکریؑ کی صحبت سے شرفیاب ہوئے (۳) ابو طاہر محمد بن علی بن بلال (۴) ابو العباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی بڑے بلند پایہ عالم بہت سی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے قرب الاسناد کتاب اس وقت تک موجود ہے اور کافی وغیرہ کے ماخذوں میں سے ہے (۵) محمد بن احمد بن جعفر قمی حضرت کے خاص نائبین میں سے تھے (۶) جعفر بن سہیل صیقل۔ یہ بھی نائب خاص ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ (۷) محمد بن حسن صفار قمی بڑے مرتبہ کے عالم متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے بصائر الدرجات مشہور کتاب ہے انہوں نے امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں تحریری مسائل بھیج کران کے جوابات حاصل کئے (۸) ابو جعفر ہمانی برمکی، امام حسن عسکریؑ سے مسائل فقہیہ کے جوابات حاصل کرکے کتاب مرتب کی (۹) ابراہیم بن ابی حفص ابو اسحق کاتب حضرتؑ کے اصحاب میں سے ایک کتاب کے مصنف ہیں (۱۰) ابراہیم بن مہریار مصنف کتاب البشارات (۱۱) احمد بن

ابراہیم بن اسمٰعیل بن داؤد بن حمدان الکاتب الندیم علم لغت و ادب کے مسلم استاد تھے اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے، حضرت امام حسن عسکریؑ سے خاص خصوصیت رکھتے تھے (۱۲) احمد بن اسحٰق الاشعری ابو علی القمی بڑے پایہ کے مستند و مسلم عالم تھے ان کی تصانیف میں سے علل الصوم اور دیگر متعدد کتابیں تھیں۔

یہ چند نام بطور مثال درج کئے گئے۔ اگر تمام ان افراد کا تذکرہ کیا جائے تو اس کے لئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے خصوصیت کے ساتھ تفسیر قرآن میں ابو علی حسن بن خالد بن محمد بن علی برقی نے آپ کی افادات سے ایک ضخیم کتاب لکھی جسے حقیقت میں حضرت ہی کی تصنیف سمجھنا چاہیئے۔ یعنی حضرت بولتے جاتے تھے اور وہ لکھتے جاتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ کتاب ایک سو بیس اجزاء پر مشتمل تھی۔

افسوس ہے کہ یہ علمی ذخیرہ اس وقت ہاتھوں میں موجود نہیں ہے۔ مختلف کتابوں میں تفسیر قرآن کے متعلق حضرتؑ کے بعض ارشادات ملتے ہیں، ممکن ہے وہ اسی سے ماخوذ ہوں۔

بے شک ایک کتاب "تفسیر امام حسن عسکریؑ" کے نام سے شائع شدہ موجود ہے مگر وہ مذکورہ بالا ذخیرۂ علمی سے یقیناً مختلف ہے۔ موجودہ تفسیر کا پتہ صرف چوتھی صدی سے چلتا ہے اور شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ قمی رحمۃ اللہ نے اس کو معتبر سمجھا ہے مگر ان کے پیش رو افراد جن سے موصوف نے اس تفسیر کو نقل کیا ہے وہ مجہول الحال ہیں۔ بہرحال اس تفسیر کے متعلق علمائے رجال مطمئن نہیں ہیں۔ جہاں تک غور کیا جاتا ہے اس کی نسبت امام حسن عسکریؑ کی طرف صحیح نہیں معلوم ہوتی ہاں البتہ آپ کا ایک طویل مکتوب اسحٰق بن اسمٰعیل اشعری کے نام اور کافی ذخیرہ

مختصر حکیمانہ مقولات اور مواعظ و تعلیمات کا کتاب تحف العقول میں محفوظ ہے جو اس وقت بھی اہلِ نظر کے لئے سرمہ چشم بصیرت ہے۔

یہ علمی کارنامے اس علالت میں ہیں جبکہ مجموعی عمر آپ کی ۲۸ برس سے زیادہ نہ ہوسکی اور والد بزرگوار کے بعد صرف چھ برس امامت کے منصب پر فائز رہے اور وہ بھی ان مشکلات کے شکنجہ میں جن کا تذکرہ پہلے ہوچکا ہے۔

وفات اتنے علمی و دینی مشاغل میں مصروف انسان کو کہیں سلطنت وقت کے ساتھ مزاحمت کا کوئی خیال پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر ان کا بڑھتا ہوا روحانی اقتدار اور علمی مرجعیت ہی تو ہمیشہ ان حضرات کو سلاطین کے لئے ناقابل برداشت ثابت کرتی رہی۔ وہی اب بھی ہوا اور معتمد عباسی کے بھجوائے ہوئے زہر سے ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے والد بزرگوار کی قبر کے پاس سامرے میں دفن ہوئے۔ جہاں حضرت کا روضہ باوجود ناموافق ماحول کے مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ (ختم شد)

علیٌ حُبّہٗ جُنّہ　　قسیم النّار والجنّہ
وصیُ مصطفیٰ حقہ　　امامُ الانسِ والجنّہ

(امام شافعیؒ)

حضرت علی علیہ السّلام کی محبت سے ہی جہنّم کے عذاب سے رہائی ملیگی۔ مولا علیؑ ہی جنّت اور جہنّم تقسیم کریں گے۔ یہی جناب حضرت رسالتمآب صلعم کے حقیقی جانشین اور تمام انسانوں اور جنّوں کے امام ہیں۔

حسن ... گری

(مطبوعہ:- تعلیمی پریس لاہور)